بعون صانع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان نسخہ

اظہار حقیقت

مطبع منشی نولکشور میں بمطبع نظر مقبول طبع بن چھپا ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالی ہمم کریم الشیم عمیم الاحسان عظیم الامتنان منشی نولکشور صاحب مالک اودھ اخبار لکھنؤ سلامت
در پرچہ لا چند سوال کسی شخص گم نام کے جواب طلب آپکے اخبار مین مندرج دیکھے بعض وہابی مذہب بہت
خوش ہوئے اور از راہ تفاخر و طنز کہا کہ یہ کیا اچھے سوال ہین کہ جنکے جواب لکھنے محال ہین
اسکو سنکر ضعیف کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ یہ باتین قدیمی ہین اور ان جسکے جواب علمائے
ذیشان لکھ چکے ہین کوئی بات نئی نہین کہ اوسکا جواب لکھا جاوے اوسکو سنکر اون لوگون نے
مجھسے استدعا جواب لکھنے کی کی اور تائید کلام اونکی بعض اعزہ و احبا بھی کرنے لگے ہر چند
عذر کیا قبول نفرمایا لاچار بلحاظ واما السائل فلا تنہر جوابات مندرجہ ذیل لکھتا ہون چشم کہ
براہ عنایت آپ انکو کسی موقع پر مناسب سمجھکر درج اخبار فرمائے اور نیاز گذار کو شاکر و ممنون و
عنایات بیحد و غایات کیجیے والسلام ☆ نحمدہ و نصلی سننا چاہیے قولہم من سئل عن علم فکتمہ
الجم بلجام من النار ☆ علماء دین محمدی ان امور مین کیا فرماتے ہین جواب علماء دیندار
و فضلاء نامدار مثل جناب مولانا مولوی رشید الدین خان صاحب مرحوم و جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب

وجناب مولوی محمد موسیٰ صاحب صاحبزادگان مولانا رفیع الدین صاحبؒ برادر زادگان مولانا شاہ عبد العزیز صاحبؒ مولوی محمد کریم اللہ صاحبؒ مولانا اپنے وقت کے امام محمد وفضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ وجناب قبلہ وکعبہ عالم باعمل فاضل بے بدل جامع معقول ومنقول حضرتنا و مولانا محمد فضل رسول صاحب دامت برکاتہم وجناب مولوی محبوب علی صاحب مغفور وجناب مولوی تراب علی صاحبؒ وغیرہم نے عرصہ ہوا کہ ان سب امور مستفسرہ سائل کا بخوبی بیان کر دیا ہے چنانچہ اونکی کتابیں تمام ہندوستان میں مشہور ہو گئیں اور وہ کتابیں جا بجا موجود جسکا جی چاہے دیکھلے بار بار علماء دیندار کو تکلیف دینا کیا ضرور اور نہیں معلوم کہ یہ سائل بزرگوار ساکن کون سے دیار کے ہیں کہ ان کو دیکھنا تو کیا اون کتابوں کے نام سننے کا بھی اتفاق نہوا بہر حال یہ خاکسار امیدوار لطف پروردگار رفیق یافتۂ صحبت علماء باوقار اپنی تحقیقات کے موافق بعض جواب آپکی ہدایۃ نہ بحث وعداوت آپکی خدمت کیمیا خاصیت میں گذارش کرتا ہے مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف قولہ بدعت کسکو کہتے ہیں اس زمانہ میں کوئی لوگ بدعتی ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کون لوگ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لوگوں کی شان میں فرمایا من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام وغیرہ من اہان صاحب بدعۃ آمنہ اللہ یوم الفزع الاکبر وغیرہ فرمایا ہے یا کوئی اور لوگ ہوں گے بشرط ثبوت بدعۃ ان لوگوں سے کیونکر پیش آنا چاہیے جواب بدع بالکسر لغت میں بمعنی نیا باہر آنا کسی شے کا نہ اوپر کسی مثال کے ہے قولہ قل ما کنت بدعا من الرسل ترجمہ کہہ نہیں ہوں میں نیا آیا ہوا پیغمبروں سے وبدعت بالکسر رسم نئی دین میں بعد اکمال اوسکے یا جو کچھ کہ پیدا ہوا دین میں بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وبدع بکسر اول وفتح دوم جمع ہے اوسکی کذا فی القاموس اور بدعت شریعت میں دو قسم ہے ایک بدعت ہدی اور وہ عبارت ہے اوس سے کہ موافق اصول شریعت اور مطابق قواعد سنت کے ہو اور اوسکو بدعت حسنہ بھی کہتے ہیں فاعل اوسکا ممدوح ومثاب ہے

اور یہی مفہوم ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کان لہ
اجرہا واجر من عمل بہا دوم بدعت ضلالت اور وہ عبارت ہے اوس سے کہ
مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر ہو بالجملہ وہ کہ کوئی اصل شرعی نہو اور ساتھ کسی
دلیل کے دلیلون شرعیہ سے ثابت نہو اور اسکو بدعت سیئہ بھی گنتے ہین مرتکب
اوسکا مذموم و معاتب ہے اور اسی کا بیان ہے قول صلی اللہ علیہ وسلم مین من سن
فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرہا ووزر من عمل بہا اور مطلق بدعت منقسم ہوتی
ہے اوپر پانچ قسم کے ایک واجب مانند تعلیم و تعلم صرف و نحو و مثل حفظ غرائب کتاب و سنت
اور اور چیزون کے کہ حفظ دین اوپر اوسکے موقوف ہو دوم مستحب مانند بناء رباطات و مدارس
و اعراب و نقط قرآن شریف کے سوم حرام مانند مذہب قدریہ و جبریہ و مجسمیہ و روافض
و خوارج وغیرہم چہارم مکروہ مانند نقش و نگار کرنے مساجد و مصاحف نزدیک بعض کے
پنجم مباح جیسے توسیع اطعمہ لذیذہ و البسہ فاخرہ مین بشرطیکہ کسب حلال سے ہو اور موجب
تکبر کا نہو فتح المبین شرح الاربعین اور مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح مین ہے
البدعۃ فی اللغۃ ما کان مخترعا علی غیر مثال سابق و منہ قولہ تعالی بدیع السموات
والارض ای موجدہا علی غیر مثال سابق و فی الشرع احداث
ما لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی و فی شرح المصابیح البدعۃ
اسم لکل زیادۃ قربۃ کانت او معصیۃ والاول کاکثار الصلوۃ والصوم والصدقۃ
والثانی کالطعن فی الصحابۃ والسلف الصالحین انتہی و ایضا فی الفتح
المبین قال الشافعی رح ما احدث و خالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا
فہو البدعۃ الضلالۃ و ما احدث من خیر و لم یخالف شیئا من ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ
والحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا و ہی ما وافق شیئا من ذلک و لم
یلزم من فعلہ محذور شرعی و منہا ما ہو فرض کفایۃ کتصنیف العلوم انتہی و فی الکلیات

لابی البقاء الواجبة من البدعة نظم ادلة المتکلمین علی الملاحدة والمبتدعین للبر و انتہی
وفی النہایة الاثیریة البدعة بدعتان بدعة ہدی وبدعة ضلال فما کان فی خلاف ما امر اللہ
ورسولہ فہو فی حیز الذم والانکار وما کان واقعا تحت عموم ما ندب اللہ الیہ وحض علیہ
اورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو فی حیز المدح وما لم یکن لہ مثال موجود کنوع من الجود والسخاء
وفعل المعروف فہو من الافعال المحمودة ولا یجوز ان یکون ذلک فی خلاف
ما ورد الشرع بہ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد جعل لہ فی ذلک ثوابا فقال
من سن سنة حسنة کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا وقال فی ضدہ من سن سنة سیئة
کان لہ وزرہا ووزر من عمل بہا وذلک اذا کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ و
من ذلک النوع قول عمر رضی اللہ عنہ نعمت البدعة ہذہ لما کانت من افعال الخیر و
داخلة فی حیز المدح سماہا بدعة ومدحہا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یسنہا لہم وانما
صلاہا لیالی ثم ترکہا ولم یحافظ علیہا ولا جمع الناس لہا ولا کانت فی زمن ابی بکر وانما
عمر جمع الناس علیہا وندبہم الیہا فبہذا سماہا بدعة وہی علی الحقیقة سنة لقولہ صلی اللہ
علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی انتہی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ
بدعة دو نوع ہے اور وہ جو کہتے ہیں کہ بدعة صرف وہی ہے کہ کوئی امر بعد قرون ثلثہ
پیدا ہو غلط ہے اور جو بعض کا قول اپنی سند کلام میں لاتے ہیں وہ خلاف تحقیق اور مخالف
قول جمہور کے ہے بلکہ جو شئے کہ روبروے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا نہوئی
گو وہ عہد خلفاء راشدین میں پیدا ہوئی ہو اوسکو بھی بلحاظ نہونے سنت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بدعة کہہ سکتے ہیں جیسے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جماعت
تراویح کو فرمایا نعمت البدعة ہذہ اور حسب تصریحات وتحقیقات ائمہ محققین کے قول
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعة ضلالة عام ہے مخصوص البعض اور مخصص اوسکا
قول حضرت صلعم ہے من سن فی الاسلام سنة حسنة کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا

الحدیث فی شرح المصابیح قولہ صلے اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ عام ومخصص اے کل
بدعۃ سیئۃ ضلالۃ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سن سنۃ حسنۃ الحدیث
وفی شرح المسلم للامام النووی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ عام مخصوص
والمراد غالب البدع انتہی اور وہ حدیثیں کہ سوال مین مذکور ہین اور حدیث
مسلم شر الامور محدثاتہا وکل بدعۃ ضلالۃ وحدیث احمد وابے داؤد وترمذی
وابن ماجہ ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ اور بھی
بعض روایات مین آیا ہے کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار ان
سب سے مراد بدعات سیئہ ہے ورنہ خلاف ہوتا ہے اوس سے کہ تقسیم
بدعت شراح حدیث وفقیہون نے کری ہے جیسے کہ ملا علی قاری وشیخ عبد الحق
دہلوی وشیخ ابن حجر مکی وطیبی وغیرہم ہین سبکے قول کی عبارتونکی نقل بسبب طا
طوالت نہین کرتا ہون جسکا جی چاہے اونکی کتب کو دیکھ لے کچھ کچھ بطور اختصار لکھا
جاتا ہے طیبی نے بیان حدیث پہلی یعنے حدیث مسلم کے بیان مین لکھا المراد بہا
ای المحدثات البدع والضلالات من الافعال والاقوال پھر کہا قولہ کل بدعۃ
ضلالۃ عام مخصوص کقولہ تعالے تدمر کل شیٔ بامر ربہا وقولہ اوتیت من کل شئے
والمراد بہا غالب البدعۃ انتہی یہ بھی معلوم کیا جاوے کہ قول اونکا جو کہتے ہین کہ
لفظ کل سے سب بدعات مراد ہین اور بدعۃ حسنہ کوئی شئے نہین ہے سو اس شرح طیبی
وغیرہ سے غلط ہوگیا اور ظاہر ہے کہ ان دونون آیۃ قرآنی مین لفظ کل موجود اور حالانکہ
نہ سب شئے مثل زمین وآسمان وغیرہ ہلاک ہوئی تھی اور نہ بلقیس کو سب شئے مثل
بادشاہت ہفت اقلیم وغیرہ عطا ہوئی تھی اور تقسیم بدعت حسنہ وسیئہ مین یہ
حدیث بھی دلیل قوی ہے من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہا اللہ ورسولہ کان علیہ
من الاثم مثل آثام من عمل بہا ولا ینقص ذلک من اوزارہم شیأ پس اس حدیث سے

اشارہ ہوا ویر اسکے کہ بعضی بدعتون سے ضلالت نہین ہین بلکہ حسنہ ہین اور ظاہر ہے کہ
جماعت کثیرہ وجم غفیر قائل تقسیم بدعت کے ہین تہذیب وغیرہ کتب معتبرہ سے دریافت
ہو سکتا ہے پس جب بدعۃ حسنہ وسیئہ بخوبی ثابت ہو چکی تو نزد اہل انصاف وہ احادیث
مندرجۂ سوالات متعلق بدعۃ سیئہ کے ہین نہ کہ بدعت حسنہ کے اور وہ جو سائل کا
سوال ہے کہ اس زمانہ مین بدعتی ہین یا نہین اور اگر ہین تو وہ کون لوگ ہین انسے بدعتیون سے
زمانہ خالی نہین ہے مثل خوارج وروافض وغیرہم وہ لوگ کہ شرع سے بدعتی ثابت ہوئے
اور ہم اونکا اوپر بیان کرچکے ہین اسوقت مین بھی ہین اور اگر اور شخص بھی کوئی نیا
امر جو اخلاف شرع نکالتا ہے تو وہ بھی شمار کیا جاتا ہے مانند خوارج وغیرہ کے کسواسطے
کہ احکام و وعیدات احادیث مرقومہ بالا مناسب شان مرتکبان بدعات سیئہ کے
ہین جیسے اتباع عبد الوہاب نے نجد سے خروج کیا اور اپنے سوا سب کو مشرک ٹھہراکے
اہل سنت وعلماء اہل سنت کے قتل کو مباح کیا اور اونکے اتباع ہند مین بھی ہین
اور شرح مقاصد مین فرمایا ہے وحکم المبتدع البغض والعداوۃ والاعراض عنہ
والاہانۃ والطعن واللعن وکراہۃ الصلوٰۃ خلفہ الخ اور معنی مبتدع کے یہ لکھے ہین مومن
مخالف فی العقیدۃ طریقۃ اہل السنۃ والجماعۃ انتہی قولہم مولد شریف فرض ہے
یا سنت یا واجب یا بدعت اسکا موجد کون ہے اور کہان تھا اور کب ایجاد ہوا تھا اور
اسکا تارک کیسا ہے یہ فعل قرن ثلٰثہ کا ہے یا بدعتیون کا ہے یا وہابیونکا جواب کاش اگر
سائل مستحب سے بھی واقف ہوتے کہ مستحب بھی شرع مین کوئی شے ہوتی ہے تو
حاجت استفسار نہ پڑتی خیر اب دریافت فرماوین محفل مولد شریف حسب
تصریحات ائمہ مشہورین کے مستحسن ومستحب ہے موصل مین پہلے شیخ عمر نے
یہ فعل کیا اور اقتدا کیا ساتھ اونکے صاحب اربل وغیرہ نے اوسوقت کے علما
مشایخ نے اسکو مستحسن رکھا پس کہ انعقاد محفل مولد شریف کا بہ یقین قوم کے مستحسن ہے

حال قسطلانی مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہا ابن جزری نے کہ ہرگاہ ابولہب کافر
کہ قرآن شریف مین برائی اوسکی ثابت ہے بسبب خوشی کرنے اوسکے شب مولد نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کی تخفیف عذاب مین پاوے تو کیا ہو حال مسلم موحد کا امت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ خوشی کرے مولد شریف کی اور خرچ
کرے محبت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین جو کچھ کہ میسر ہو قسم کھاتا ہون کہ ہوگی
جزا اوسکی خداے کریم سے مگر یہ کہ داخل فرماوے گا اوسکو فضل عمیم سے جنات
نعیم مین اور اہل اسلام ہمیشہ محفل کرتے ہین مہینے مولد شریف مین اور ولیمہ
کرتے ہین اور اون راتون مین تصدق کرتے ہین ساتھ انواع صدقات
کے اور اظہار سرور کرتے ہین اور نیکیان زیادہ کرتے ہین اور پڑھنے مولد
کریم مین اہتمام کرتے ہین اور برکات اوسکے سے فضل عظیم اوپر اون کے
ظاہر ہوتا ہے اور تجربہ کیا گیا ہے خواص اوسکے سے کہ امان ہے اوس
سال مین اور خوشخبری ہے بعجلت حصول مطلوب پر اللہ تعالے رحمت کرے
اوپر اوس کے کہ شبہاے مولد مبارک کو خوشی کرے تاکہ صدمہ سخت
پہونچے اوپر اوس کیلئے کہ دل مین اوسکے انکار و عناد ہو یانتک مواہب
لدنیہ سے ترجمہ کیا گیا محمد بن علی الدمشقی نے سبیل الہدی والرشاد مین
حافظ ابو الخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ عمل مولد شریف
بعد قرون ثلثہ پیدا ہوا بعدہ اہل اسلام سائر اطراف و شہرہاے کلان
مین ہمیشہ سے مہینے مولد شریف مین مجالس مکلفہ طعام و صدقات و اظہار
سرور و نیکیہا و اہتمام پڑھنے مولد کریم مین کرتے ہین الخ اور ابن کثیر سے
نقل کیا گیا کہ صاحب اربل ربیع الاول مین مولد شریف بکمال تکلف کرتا تھا
ابن وحیہ نے واسطے اوسکے مولد تصنیف کیا اور اماموں نے اس عمل پر

تعریف کرے کہ اونمین سے حافظ ابو ہشامہ استاد نووی ہے اور علامہ ابن طغر بل و ابو عبد اللہ السخان و امام جمال الدین عجمی و امام یوسف بن علی الشامی و امام منصور نشار و ابو موسے زرہونی و ابن فضل و یوسف الحجاز و ابوبکر الحجار و ابن البطاح و امام مخلص کتانی و امام ظہیر الدین بن جعفر و نصیر الدین و صدر الدین بن عمر و غیرہم ہین اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فتاوی مین کہا کہ بدعت حسنہ ہے باعث ثواب اور شرح سنن ابن ماجہ مین ہے کہ بدعت حسنہ مندوبہ ہے اگر خالی منکرات شریعت سے ہو اور چند شعر نقل کیے ایک شعر اونمین سے یہ ہے ؎ یا مولداً فان الموالد کلہا شرفا وساد سید الاسیاد + اور اگر زیادہ تحقیق منظور ہو تو سبیل الہدے وغیرہ کتب متداولہ سے دریافت کر لیجیئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرمین مین لکھا ہے اور انتباہ مین لکھا ہے عبارتین ان کتابون کی ذکر المحبوب مین ہین اور قیام کرنے کا محفل مولد شریف مین وقت ذکر ولادت شریف کی بھی استحسان کہا ہے اماموں نے چنانچہ امام برزنجی نے عقد الجواہر مین لکھا ہے کہ استحسان کیا ہے اماما صاحب الروایۃ والرویۃ نے قیام وقت ذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مولانا حسن دمیاطی مدرس مسجد الحرام نے فتوی مین لکھا ہے کہ امت محمدیہ صلعم اہل سنت و جماعت جمع ہوئی ہے اوپر استحسان قیام مذکور کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا تجتمع امتی علی الضلالۃ یعنے امت میری گمراہی پر مجتمع نہوگی علامہ مدائنی نے کہا کہ عادت جاری ہوئی قیام مین وقت ذکر ولادت شریف کے اور یہ بدعت مستحبہ ہے کہ اظہار فرح و سرور و تعظیم ہے اوسمین الی آخر الفتوے اور مہر و دستخط مفتیان ہر چہار مذہب سے مزین ہے

سبب ہے حکم دیا حسن کا اوسکے اور نقل استحسان عملا اکثر پیشوایان دین و اسلام
سے کی ہیں اور مولانا عبد اللہ سراج علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ قیام وقت ذکر ولادت
ائمہ اعلام ہے اور اماموں اور حکام نے اسکو برقرار رکھا ہے بغیر نکیر منکر و رد راد
لہذا مستحسن ہے عبد اللہ بن مسعود نے کہا جو چیز کہ مسلمان نیک جانیں وہ چیز
نزدیک خدا نیک ہے اور صاحب سیرت شامی نے کہ بدعت کہا صاحب
حلبی نے تشریح کر دی کہ بدعت حسنہ ہے کسواسطے کہ ہر بدعۃ مذموم نہیں ہے
اور صاحب سیرت شامی بھی قائل تقسیم بدعۃ کے طرف حسنہ وسیئہ کے ہیں
اور پھر حلبی نے در تحقیق بدعۃ محمودہ کے لکھا کہ بتحقیق پایا گیا قیام وقت ذکر
نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم امت سے پیشوای اماموں سے دین میں
امام تقی الدین سبکی اور متابعت کری اوسکی اس فعل پر مشائخ اسلام زمانہ
اوسکے نے اور بعد بیان حکایت کے لکھا کہ یہ کفایت کرتا ہے اقتدا میں رسالہ
اہل حرمین ہے واقرہ الائمۃ والحکام من غیر نکیر منکر و شمس الدین ابو زکریا
یحییٰ بن یوسف صرصری رحمہ اللہ نے قصیدہ مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں
تصنیف کیا چنانچہ یہ بیت اوس قصیدہ کی ہے ۔ وان یعض الاشراف
اعند سماعہ ۔ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب ۔ روایت معتبرہ سے ثابت ہوا
کہ کسی شخص نے اوس قصیدہ کو بروز ختم درس شیخ الاسلام حافظ تقی الدین
ابو الحسن سبکی کے کہ مجمع عظیم اوس روز تھا اکثر علماء کاملین و قضات متورعین
حاضر تھے جو اوس شخص نے شعر مذکور پڑھا شیخ الاسلام ممدوح امتثالاً لما ذکرہ
الصرصری اوٹھے ایسا ہی ہے سبیل الرشاد میں اور یہانتک کہ علماء متاخرین
مولوی شاہ عبد العزیز صاحب وغیرہ بھی اسکے جائز اور مستحب ہونے کے
قائل ہیں اونکا فتویٰ بھی موجود تا آنکہ عرس وغیرہ کا بھی جواز لکھا ہے چنانچہ فتویٰ یہ ہے

جواز عرس مین لکھے ہین دوم آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردم کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ کنند
و فاتحہ بر شیرینی نمایند الخ اور مولوی رفیع الدین صاحب نے بھی فتوی اس مقدمہ
مین لکھا ہے تحریر فرماتے ہین پس امداد بدعا و ختم و طعام بدعتی مباح ست
و جہ قبح ندارد انتہے پس ظاہر ہے کہ جماعت کثیر نے ائمہ دین اور اہل حل و
عقد امور مسلمین سے استحسان محفل میلاد شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا کیا ہے جو کوئی منکر اوسکا ہے محض براہ نفسانیت و تعصب انکار کرتا ہے
ورنہ عند الانصاف کوئی شے خلاف شرع بھی اوسمین نہین ہے کہ وہ محمول
اوپر بدعت سیئہ کے ہو بلکہ ہر امر اوسکا شرع شریف کے موافق ہے پہلے یہ کہ
ذکر کرنا معجزات اور مدح و تعریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل سنت والجماعۃ کے
نزدیک منع نہین ہے بین دین و ایمان یہان تک کہ قرار داد تمامی اہل سُنّت کا
ہے کہ جب لیوے کوئی یا لکھے نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ملاوے ساتھ نام حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ صلوٰۃ کا اور خود قرآن مجید مین حضرت حق سبحانہ تعالے نے
حضرت کی تعریف فرمائی ہے دوم خوشی کرنا اوپر ولادت اور نبوت حضرت باعظمت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اور خوش ہونا اور شکر ادا کرنا خالق کون و مکان کا اس
امر مین کہ خداوند کریم نے ہمکو امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین پیدا کیا
اور حسب ہدایت و توسل اپنے نبی کریم کے راہ دین و ایمان کی دکھلائی
اور اسی خوشی کے ذریعہ سے جو کچھ جس کسیکو نقد و ملبس و طعام وغیرہ سے
میسر ہو تصدق کرنا بھی نادرست نہین بلکہ موجب ثواب مولوی شاہ عبد العزیز
صاحب یعلمکم الکتاب کی تفسیر مین لکھتے ہین یعنے اسرار و دقائق الخ لیکن ہنوز چیزہا
باقی بود کہ ہرگز آن بقوت فکریہ و قوت ذکا نتوان دریافت ہر چند سعی و تلاش
باقصی الغایۃ رسانیدہ شود لہذا این پیغمبر در حق شما نعمتے عظیم گردیدہ

کہ تمہارا ازان چیزہا ہم نشان سیدہا اتے اور ثواب پہونچنا طعام اور قراءۃ قرآن
اموات کو بخلاف معتزلہ نزدیک اہل سنت وجماعت احادیث وفقہ سے ثابت اور
نفع اوٹھانا احیا اور اموات کا اوس سے ظاہر اور اجتماع مروم بھی خالی نفع سے
نہین ہے چنانچہ لکھا ہے کہ جمعہ عید المومنین ہے اور اوسمین یہ فائدہ ہے
کہ سب آدمی جمع ہو کر جامع مسجد مین نماز پڑہین تا ہر جمعہ کو اٹھوین روز باہم مسلمین
ملاقات ہوتی رہے اور اتحاد بڑھتا رہے اور جو جو آدمی باہر دیہات کے ہین اور
وہ ہر جمعہ کے حاضر ہونے سے معذور ہین تو اون سے بعد برس دن کے نماز
عیدین مین ملاقات ہوتی رہے اسیواسطے بعض نے لکھا ہے کہ نماز جمعہ شہر مین ایک ہی
جگہ پڑھنا اولی ہے سوم یہ یقین ہے یوم یا ماہ بھی مطابق شریعت غرا اور
عمل اماماں وصلحا کا ہے اور اصل اوسکی احادیث نبوی سے ثابت ہے جیسے کہ
حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم روزہ دن عاشورا
کے رکھو کیونکہ وہ دن نجات موسی وغرق ہونے فرعون کا ہے اسی طرح
روز دوشنبہ کے روزہ رکھنے مین کہ وہ دن میری ولادت کا ہے اور ہجرت کا
اور وہی دن میری وفات کا ہوویگا ہر کوئی جانتا ہے کہ دن نجات اور ڈوبنے کا
اور دوشنبہ کا ایک ہی دن تھا پھر کیون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم روزہ
رکھنے کو دیا معاذ اللہ اگر تعین بنفسہ برا ہوتا تو ہرگز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم نفرماتے
اور تشریف لیجانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ہر سال قبور شہداء احد پر بھی ثابت
ہے اور چارون خلیفہ نے بھی یہی طریقہ بعد رحلت حضرت صلعم کے جاری
رکھا تفسیر کبیر اور درمنثور مین ہے عن رسول اللہ انہ کان یاتی قبور الشہداء
علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ہکذا
یفعلون پس سب علما وصلحا واماماں ومشایخ تعین کو جائز لکھتے ہین طحطاوی نے

حاشیہ درمختار مین لکھا ہے وفی منہاج الحلیمی وشعب الایمان للبیہقی ان الدعاء مستجاب
یوم اربعاء بعد الزوال قبل وقت العصر لانہ صلی اللہ علیہ وسلم استجیب لہ علی الاحزاب
فی ذلک الیوم وذلک الوقت وکان جابر یتحری ذلک فی مہامہ وذکر انہ ما بدی شئ
یوم الاربعاء الا تم فینبغی البداۃ بنحو الصدر فیہ الخ اور سبطیح ون سمین
کیا حضرت غوث الثقلین نے اپنے مرشد کا اور شاہ نظام الدین اولیانے حتی کہ
مولوی شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب دن معین کرتے تھے
چہارم یہ کہ قیام وقت ذکر ولادت بھی جائز لکھا ہے اماموں وعلمانے جیسے کہ
اوپر لکھ چکے ہین اور قطع نظر سب کے آداب مجلس سے بھی خلاف ہے نہ کھڑا ہونا
جیسے کہ امام غزالی رح فرماتے ہین احیاء العلوم مین ہے الادب الخامس موافقۃ
القوم فی القیام الخ پس سائل حق پسند کی خدمت مین عرض ہے کہ آپ کی تسکین
کیواسطے مختصر لکھدیا ورنہ کتابین سیر کی مالا مال ہین درستی وجواز محفل میلاد شریف مین
اگر خدانخواستہ آپکو بباعث اغواے فرقہ مبتدعہ نجدیہ کچھ سوء عقیدت محفل مولود
شریف مین ہے ہو تو بلا تامل آپ لکھے ہوئے بالا کو بغور ملاحظہ فرمائیے ہرگز دل
مین نہ شرمائیے اور حسب معنی اپنے نام کے حق بات پسند کیجئے اور اوس عقیدہ
باطلہ سے باز آئیے تارک مستحبات عاصی نہین ہوتا اگر محفل موصوف کو سہلاً یا بباعث
عدم استطاعت ترک کردیا قباحت نہین جیسے کہ ہزارہا کس محفل ممدوح نہین کرتے
الا کسی نہج کی سوء عقیدت بھی اوس سے نہین رکھتے اور اگر بطور بدعقیدگی یا
کسی نوع کی تحقیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سمجھکر ترک کرے تو یہ امر البتہ
بڑا اور الحاد ہے اس محفل شریف کو اہل سنت وجماعت کرتے ہین بدعتی کہ
کہ جنکا شرع مین مذکور ہے اور وہابی کہ افعال واقوال اونکے بھی مثل اون
بدعتیون مذکور کے ہین مجلس ممدوحہ سے انکار کرتے ہین یہ فعل

اہل سنت وجماعت کا ہے فقط **قولہم** وہابی لوگ کون ہین **جواب** مفصل حال وہابیان اگر لکھیے تو بڑا ایک کتاب ہو جاے لہذا اوس سے گذر کر تھوڑا سا لکھنے مین آتا ہے کتاب ردالمحتار حاشیہ درالمختار مین جس سے وہابیہ ہند بھی سند لاتے ہین بیان خوارج مین لکھا ہے کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علے الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علمائہم حتی کسر اللہ شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلاثین ومائتین والف انتہے وہابی عبد الوہاب کے اتباع ہین جو عرب مین تھے اور ہندوستان مین مولوی اسمعیل کی تقویۃ الایمان کے پیرو کہ وہ مطابق ہے کتاب التوحید نجدی کے **قولہم** مثل بدعتیون کے وہابیون کیلیے احادیث سے کچھ ثابت ہے یا نہین عقاید وہابیون کے قرآن وحدیث سے بہت ملتے ہین یا بدعتیون کے اسمین تفضیل کسکو ہے **جواب** وہ حدیثین کہ شان بدعتیون مین وارد ہین اور اون بدعتیون کا اوپر بیان ہو چکا یعنے خوارج وغیرہ سو وہی حدیثین وہابیون کی شان مین صادق آتی ہین کیونکہ عقائد اون بدعتیون اور وہابیون کے ایک سے ہین اور قرآن وحدیث کے ملنے کا بھی عقائد سے ایک ہی حال ہے تفضیل بھی کسیکو کسی پر نہین ہے دونون برابر ہین بلکہ بعض امر مین وہابی لوگ خوارج وغیرہم سے بھی سخت ہین جیسے کہ افترا کرنا جناب باری تعالے پر ہندوستان کے وہابیون کے سردفتر وپیرومرشد مولوی اسمعیل ہین اونکے اقوال تھوڑے سے نقل کیے جاتے ہین تقویۃ الایمان مین شرک فی العبادت کے بیان مین لکھا ہے تیسری بات یہ ہے کہ بعض کام تعظیم کے اللہ نے اپنے واسطے خاص کیے ہین کہ اونکو عبادت کہتی ہین الخ اور پھر لکھا ہے سو کام اللہ نے اپنی عبادت کیلیے

بعد اونکو بتاتے ہین یعنی جو کوئی کسی پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی کی سچی یا جھوٹی قبر کو
یا کسی کے تھان یا چلے کو یا کسیکے مکان یا تبرک یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے
یا اونکے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھکر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا
ایسے مکانون مین دور دور سے قصد کر کر جاوے یا وہان روشنی کرے غلاف
ڈالے چادر چڑھاوے اونکے نام کی چھڑی کھڑی کرے یا اونکی قبر کو
بوسہ دیوے مورچھل جھلے اوسپر شامیانہ کھڑا کرے رخصت ہوتے وقت
اولٹے پانون چلے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھکر التجا کرے مراد مانگے
مجاور بنکے بیٹھ رہے وہان کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی
باتین کرے اوسپر شرک ثابت ہوتا ہے اسکو اشراک فی العبادت کہتے ہین
انتہے ان باتون مین سب سے بڑھکر سجدہ ہے سو اوسکی تفصیل سن لیجیے
کہ وہ بہ نیت عبادت شرک ہے اور سجدہ تحیت شرک نہین جیسے کہ بحکم
خداوند کریم ملایک نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا تھا اور اسیطرح سے حضرت
یوسف علیہ السلام کو والدین اور اون کے بھائیون نے کیا معاذ اللہ اگر یہ
شرک ہوتا تو حق سبحانہ و تعالے کبھی ملائک کو حکم نہ فرماتا اور حضرت یعقوب علیہ السلام
حضرت یوسف عم کو ہرگز نکرتے اور خود تقویۃ الایمان مین دوسری
جگہ لکھا ہے شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شریعتون مین تھا تحقیق
اسکی یہ ہے کہ سجدہ تحیت اگلی شریعتون مین جائز تھا اس شریعت مین
حرام ہو گیا اگرچہ بعضے جواز کے قائل ہوئے ہین الاصح مذہب یہی ہے
کہ حرام ہے حاجی اسحاق بھی تاثیر المسائل مین تقسیم سجدہ کے مقر ہین
جب سجدہ بھی بغیر اعتقاد و نیت عبادت شرک نہ ٹھہرے تو اور افعال
کہ سجدہ سے کمتر ہین کس طرح شرک ہونگے مگر یہ بھی سمجھ لینا چاہیے

کہ کلام ہمارا حرام و مکروہ ہونے ان افعال مرقومہ بالا کے نہین ہے ہم فقط شرک
کے ہونے مین گفتگو کرتے ہین کہ یہ بعض افعال شرک مین داخل نہین ہین
اور حالانکہ بعض امور انہین سے مباح بھی ہین جیسے کہ بیان ہوتے ہین ہاتھ باندھکر
کھڑے ہونے کو شرک مین داخل کیا حالانکہ یہ سنت مختلف فیہ ہے چنانچہ
مالکیہ نماز مین ہاتھ نہین باندھتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے آداب زیارت مین فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے خاتمۃ کتاب الحج
زیارۃ قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم مین ویقف کما یقف فی الصلوۃ
الخ کذا فی الاختیار شرح المختارہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے
جذب القلوب مین لکھا ہے دور وقت سلام بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وقوف در آنجناب باعظمت دست راست بر دست چپ نہد چنانچہ درحالت
نماز کنند کرمانی کہ از علماء حنفیہ است تصریح باین کردہ انتہے حیات القلوب
وغیرہ مناسک مین بھی ایسا ہی لکھا ہے اور طواف حکم سجدۂ تحیت مین نہین ہے
مثل تعریف ہے متقارب بہ تقبیل اور کراہۃ اسکی مختلف فیہ ہے درمیان فقہا
کے یہ فعل بھی موجب شرک نہین ہو سکتا کسواسطے کہ بہت اکابر نے تصریح
اوسکے جواز کی کی ہے گو ایک جماعت نے رجحان عدم استحسان کا اوسکے
کیا ہے اور میرا بھی یہی مسلک ہے شاہ ولی اللہ نے کتاب انتباہ
فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکھا ہے ذکر برائے کشف قبور اولا چون بمقبرہ
درآید دوگانہ را بروح آن بزرگوار ادا کند اگر سورہ فتح یاد باشد در اول
رکعت بخواند و در دوم اخلاص والا در ہر رکعت سورۂ اخلاص پنج بار
بخواند بعدہ قبلہ را پشت دادہ بہ نشیند و یکبار آیۃ الکرسی و بعض سورتہا
بخواند و ختم کند و تکبیر گوید بعدہ ہفت کرت طواف کند و

دران تکبیر بخواند و آغاز از راستا کند بعدہ طرف پایان رخسارہ نہد
و بباید کہ نزدیک روے میت بہ نشیند و بگوید یا رب بست و یکبار بعدہ
اول طرف شمال بگوید یا روح و در دل ضرب کند یا روح الروح تا دمیکہ
انشراح یابد این بکند انشاء اللہ تعالے کشف قبور و کشف ارواح حاصل
آید انتہی قبر کے بوسہ دینے کا بھی حال سن لیجئے خزانہ مین ہے کچھ مضایقہ
نہین ہے اگر بوسہ دیوے قبر والدین کو مولوی شاہ عبد العزیز صاحب قبر
والد کو اپنی اور قبر خواجہ باقی باللہ قدس سرہ اور حضرت محبوب الٰہی
نظام الدین اولیاے اور دوسرے بزرگون کی قبور کو بوسہ
دیا کرتے تھے اور کہتے تھے جسکے قدم زندگی مین چومتے تھے بعد
ممات اونکی قبر کو بوسہ دیتے ہین ہم اور ایسے ہی بھائی اور والد اونکے
یہ عمل کرتے تھے چنانچہ بست و نہم ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۰ ہجری مجمع عام مین
مولانا رشید الدین خان صاحب مرحوم وغیرہم نے مولوی اسمعیل و
مولوی عبد الحی کو بلا کر انھین امور مین گفتگو کر کے قائل کیا بلکہ مولوی مخصوص اللہ
صاحب و مولوی محمد موسے صاحب نے شروع گفتگو بوسۂ قبور سے
کی اور کہا کہ تمھارے بزرگ مولوی شاہ عبد العزیز وغیرہم سب
بوسہ دیا کرتے تھے تم کہتے ہو کہ بوسہ دینا قبر کو شرک ہے نعوذ باللہ اگر یہ
فعل شرک ہوتا تو وہ تمھارے بزرگ ہرگز مرتکب اوسکے نہوتے مولوی
عبد الحی نے کہا کہ مین بھی شرک نہین کہتا ہون اور دور دور سے قصد
کر کے زیارت کے لیے جانے کا یہ حال ہے مشکوۃ وغیرہ کتب احادیث
وغیرہ مین موجود ہے کہ جو آویگا میری زیارت کو قصد کر کر اور سوا سے
زیارت کے اور کچھ مطلب نہو میرے اوپر اوسکا حق ہے اور مین اوسکا

شفیع ہونگا فتح القدیر مین لکھا ہے قال مشائخنا من افضل المندوبات سے
مناسک الفارسے وشرح المختار انها قریبة من الواجب لمن له سعة
روی الدار قطنی والبزار عنه صلی الله علیه وسلم من جاءنی زائرا لا تعمله حاجة
الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیمة وایضاً من حج و
زار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیوتی اور حدیث شد رحال
مین استثنا نسبت مساجد کے ہے نزد اہل حق اس سے علاقہ نہین اسکی اگر
تحقیق لکھی جاوے تو طول ہوجاوے اسلیے موقوف کی گئی اور یہ جو لکھا وہان کے
گرد وپیش کے انہدام مین ہیچ حرم مدینہ منورہ کی کتب احادیث مین بکثرت
موجود اور تعظیم وتکریم مدینہ مین کسیکو کلام نہین بخلاف پیروان نجدیہ
مردود چادر چڑھانے چھڑی کھڑی کرنے مورچھل جھلنے شامیانہ کھڑا کرنے کو
جو عبادت مین داخل کیا کہ اللہ نے یہ اپنی عبادت کے لیے مقرر کری دوسرے
کے واسطے جو کوئی یہ امر کرے تو شرک ہوا افترا محض خدا پر ہے ورنہ براے
خدا ہمکو بتلائین کہ کس جگہ قرآن شریف مین یہ چیزین عبادت کے لیے آئین
ہین یا کوئی حدیث شریف آئی ہو تو اوس سے مطلع فرمائیے اور ترکیب
نصب اور جگہ نصب سے بھی آگاہی بخشی ضرور کہ شامیانہ کون سی جگہ
آیا عرش پر یا خانہ کعبہ پر کہ وہ بھی بہت بلند ہے کھڑا کرین اور حال
شامیانہ کھڑے کرنے کا قبر پر یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
کھڑا کیا حضرت ام المومنین زینب بنت جحش کی قبر پر اور محمد بن حنیفہ نے عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
اپنے بھائی کی قبر پر حاجی اسحاق نے اگر شامیانہ کھڑے کرنے اور قبہ بنانے کو
قبر پر مکروہ لکھا مگر شرک نہین کہا جیسے کہ مائة المسائل مین لکھا ہے شامیانہ وقبہ

استنادہ کردن بر قبر مکروہ و ممنوع کما یظہر من الروایات و فی البخاری و رای

ابن عمر فسطاطا علی قبر عبد الرحمن فقال انزعہ یا غلام فانما یظلہ عملہ انتہی لیکن
عینی نے شرح بخاری میں لکھا کہ عبد اللہ بن عمرو ابو سعید و ابن مسیب مکروہ
رکھتے تھے ضرب فسطاط اور قبہ کو اور عمر رضی اللہ عنہما نے برپا کیا اوپر قبر
زینب بنت جحش اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اوپر قبر برادر اپنے
کے اور محمد حنیفہ نے قبر ابن عباس پر اور فاطمہ بنت حسین بن علی کرم اللہ
وجہہ نے قبر شوہر اپنے حسن مثنیٰ بن حسن علیہ السلام پر اور یہ بھی دریافت
کریں کہ ابو داؤد نے سنن میں قاسم بن محمد سے کہ اکابر تابعین و فقہاء سبعہ
مدینہ سے ہیں روایت کیا قال دخلت علی عائشہ رضی اللہ عنہا فقلت یا اماہ
اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صاحبیہ فکشفت اس حدیث صحیح
سے پوشیدہ رکھنا قبور متبرکہ کا اور کھولنا واسطے زیارت کے فعل صحابہ کا ظاہر ہے
مجاور ہو کر بیٹھ رہنے کا یہ حال ہے کہ مجاورت مکہ میں اختلاف ہے فتح القدیر میں
لکھا ہے اختلف العلماء فی کراہتہ المجاورة بمکة و عدمہا فذکر بعض الشافعیة
ان المختار استحبابہا الا ان یغلب علی ظنہ الوقوع فی المحظور و ہذا قول ابی
یوسف و محمد و ذہب ابو حنیفہ و مالک الی کراہتہا و کان ابو حنیفہ یقول انہا
لیس بدار الہجرة اور بحر عمیق میں مذکور ہے و لہذا کان عمر رضی اللہ عنہ
یدور علی الحجاج بعد قضاء النسک بالدرة و یقول یا اہل الیمن یمنکم
و یا اہل الشام شامکم و یا اہل العراق عراقکم ۱ھ اور حسن
مجاورت مدینہ منورہ احادیث صحیحہ اور آثار صریحہ سے ثابت ہے عن ابی
ہریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا یصبر
علی لاواء المدینة و شدتہا احد من امتی الا کنت لہ شفیعا یوم القیامة

رواہ مسلم وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بہا فانی اشفع لمن یموت بہا رواہ احمد
والترمذی وہان کے گرد و پیش کے جنگل کے ادب کرنیکا یہ حال ہے عامہ کتب
حدیث مین باب حرم المدینۃ بعد باب حرم مکہ موجود المدینۃ حرام ما بین عیر الی
ثور فمن احدث فیہ حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین
لا یقبل منہ صرف ولا عدل الخ متفق علیہ ان ابراہیم حرم مکۃ وجعلہا حراما
وانی حرمت المدینۃ حراما ما بین مازمیہا ان لا یہراق فیہا دم ولا یحمل فیہا
سلاح ولا یخبط فیہا شجر الا لعلف رواہ مسلم اسیطرحکی حدیثین کتب حدیث مین
تعظیم مدینہ منورہ مین بھری ہوئی ہین اور تحریم و تکریم اور آداب و تعظیم مدینہ
منورہ مین کسی نے اہل اسلام سے آج تک دم نہ مارا ترتیب احکام مین مثل
جزا وغیرہ کے البتہ اختلاف ہے مگر صاحب تقویۃ الایمان اسکو بھی شرک مین
داخل کرتا ہے منتین مانگنے کا بھی حال سن لیجیے شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے
مشکوۃ شریف کے ترجمہ مین اس حدیث کے فائدہ مین لکھا ہے عن قتادۃ قال
ذکر لنا انس بن مالک عن ابی طلحۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر یوم بدر باربعۃ
وعشرین رجالا من صنادید قریش الخ سماع موتی واستمداد جیسے کہ چاہیے ثابت
کی ہے اور مانعین کے دفع دخل اور رفع شبہات و اعتراضات کا کر کے رد
اقوال منکرین کا بخوبی کر دیا ہے اور اسیطرح سے مولوی شاہ عبد العزیز صاحب
سورۂ انشقت کی تفسیر مین لکھتے ہین بعض از خواص اولیاء اللہ را کہ جارحۂ
تکمیل و ارشاد بنی نوع خود کردہ اند درینحالت تصرف در دنیا دادہ و استغراق
آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمیگردد و اویسیان
تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند و ارباب حاجات حل مشکلات

خود انرا بنامی طلبند ومی یابند وزبان حال آشنا دران وقت ہم مترنم باین مقالات ست
مصرع من آیم بجان گر تو آئی بہ تن + ایسی ہی شاہ ولی اللہ صاحب
نے حجۃ البالغہ مین اعانت ارواح کا بیان کیا ہے اور مولوی شاہ محبوب علیصاحب
مراد آبادی و مولوی تراب علیصاحب لکھنوی وغیرہم بھی اپنے رسائل مین اسکا
جواز لکھتے ہین اور ترجمہ مشکوۃ مین ہے امام شافعی رحمۃ اللہ نے کہا ہے قبر
موسی کاظم تریاق مجرب ست مر اجابت دعا را حجۃ الاسلام مین امام غزالی
نے کہا ہر کہ استمداد کردہ شود بوی در حیات استمداد کردہ میشود بعد از وفات
ابن حجر نے قلائد مین فرمایا ہے بیچ قبر ابو حنیفہ رح کے اعلم انہ لم یزل العلماء
وذوو الحاجات یزورون قبرہ ویتوسلون عندہ فی قضاء حوائجہم منہم الامام الشافعی
حصن حصین مین یہ حدیث ہے یا عباد اللہ اعینونی الغرض اگر تمام کتاب
تقویۃ الایمان کو دیکھئے تو ایسی ہی باتین لکھی ہین یہان دو چار سطرین
مرقومہ بالا بطور مشتی نمونہ از خروارے لکھدی گئین اور ہمنے جو اپنے
سند کلام کے واسطے نقول عبارت کتب معتبر کی ہے وہ بھی بہت اختصار
کے ساتھ فقط بطور نشانہ ہی نام کتب لکھا ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے
مفصل و مشرح معلوم ہو جاوے گا اور بھی دریافت کرنا چاہیئے کہ جمہور علماء
دیندار اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے اور اسی پر سبکا اتفاق ہے
یعنے خلاف مولوی اسمعیل کے اور اگر بدیدۂ انصاف دیکھیئے تو صاف معلوم
ہو جاتا ہے کہ جو جو آیات قرآنی و احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مولوی
اسمعیل اپنے ثبوت مدعا کو لائے ہین اور بعدہ ترجمہ کے فائدہ خلاف
تفاسیر اور شروح حدیث کے اپنی جانب سے لکھا ہے اور اون آیات و حدیثونسے
ہرگز وہ ثبوت بھی نہین ہوتا بلکہ خلاف اونکے مدعا کے ہین اور وہ وہ آیتین

اور صدیقین ہین جو معتزلہ وغیرہم اپنے اثبات دعوی کو لاے ہین اگر تطبیق کلام و
اقوال مولوی اسمعیل وخوارج وغیرہم کی جاوے تو طول ہو جاوے اوسواسطے
اوس سے سکوت کیا گیا ہرچند یہ اضعف العباد اوپر بیان کر چکا ہے مگر احتیاطاً
پھر گذارش گر ہے کہ اوپر کی عبارات مین جو خلاف مولوی اسمعیل کا ساتھ
اقوال علما و احادیث بیان کیا گیا کلام ہمارا اون افعال کے شرک وغیرہ
کے ہونے مین ہے جواز و عدم جواز مین اون افعال و مسائل کے ہم گفتگو
نہین کرتے اور یہ امر بھی دریافت کرین کہ درصورت صداقت اقوال مولوی
اسمعیل یہ لوگ کہ خلاف اون کے اون افعال کو مثل مولوی شاہ عبد العزیز صاحب
وغیرہ کو خود بھی کرتے تھے اور جائز بھی کہتے تھے مشرک ہوئے یا نہین کیونکہ
اجتماع ضدین محال ہے اور خود مولوی اسمعیل بھی مشرک ہوئے یا نہین کیونکہ
جن امور کو اونھون نے تقویۃ الایمان مین شرک مین لکھا ہے بعض کو اونہین نے
دوسری جگہ جائز لکھا ہے جیسے کہ جواب رد مولوی عبد الحکیم صاحب بر استفتاء
شاہ مولوی عبد العزیز صاحب درباب ذبیحہ تفضیل تصریح کیا ہے کہ نذر
اولیا ابد و طریق ست حسن و قبیح اگر طریق حسن در دل باشد اما از زبان
لفظ نذر گوید خللے دران ہست یا نہ نظر بر انکہ این لفظ در شرع مستعمل براے
معنی ست کہ مختص بخدا است باید کہ شائبہ از ممنوعات شرعیہ دران باشد و ادنی
آن ترک اولی ست اما حرام نتوان گفت قصبہ مسلمانان کہ بجاے اسلمنا صبانہ
گفتند شاہد آنست واگر از الفاظ مشترکہ کو بسبب استعمال عرف این دیار اشتراک
پیدا کردہ گفتہ آید باکے نیست انتہی ملخصاً قولہم سلسلۂ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ
وغیرہ قرون ثلثہ مین تھے یا نہین جواب ہرچند یہ طریقے مندرجۂ
سوال بعد قرون ثلثہ پیدا ہوئے الا بہتر ہین برے نہین کس واسطے کہ

اولیاء اللہ قدس سرہم نے محض خدا پہچان نے اور تصفیہ قلوب کی راہ بتلائی
ہے تا خلائق کے دل سے خواہش دنیا دور ہو اور محبت الٰہی اوسمین بھرے
اور جو کہ حصول صفائی قلب بغیر ریاضت اور نفس کشی وغیرہم دشوار
ہے اسواسطے بتانا اپنے طریقون کا اپنے مریدونکو اون کو ضرور ہوا اور
فی زمانا بھی جو درویش صاحب نسبت ہین وہ بھی اپنا طریقہ اپنے
مریدون کو بتاتے ہین اور در حقیقت اون کے طریقے خلاف شرع نہین ہین
اور وہ بزرگ بھی داخل مضمون کرامت مشحون حدیث شریف من سن فی
الاسلام سنۃ حسنۃ الخ کے ہوتے ہین اور ایسے ہی صاحب در مختار
قبل باب ربا بیان جواز استقراض مین خمر بلا وزن لایا ہے۔ سئل علیہ
السلام عن خمرۃ یتبعاطاہا الجیران ایکون ربا فقال مارأہ المسلمون
حسنا فہو عند اللہ حسن و مارأہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح اور ہم اس
اس امر کی تحقیق بدعت مین لکھ چکے ہین غرضکہ طرق مندرجہ سوال کے
اچھے ہونے مین کچھ کلام نہین حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کہ
مستندین و معتمدین علیہ بھی ہین مالابد کے آخرین لکھتے ہین بدان اسعدک اللہ
تعالیٰ انچہ کہ گفتہ شد صورت ایمان و اسلام و شریعت ست و مغز و حقیقت
آن در خدمت درویشان باید جست خیال نباید کرد کہ حقیقت خلاف شریعت است
کہ این سخن جہال و کفرست بلکہ ہمین شریعت ست کہ در خدمت درویشان رنگ
دیگر پیدا میکند چون قلب از تعلق حبی و علمی کہ بما سوے اللہ داشت پاک شود
و رذائل نفس برطرف گشتہ نفس مطمئنہ شود و اخلاص بہم رساند شریعت
در حق او با مغز شود و نماز او عند اللہ تعلق دیگر بہم رساند و دو رکعت او بہتر
از لک رکعت دیگران باشد ہمچنین صوم او و صدقہ او و رسول اللہ صلعم فرمود

کہ اگر شما مثل کوہ احد زر در راہ خدا خرچ کنید برابر یک سیر یا نیم سیر جو نباشد کہ
صحابہ در راہ خدا دادہ اند این از جہت قوت ایمان و اخلاص شما نیست و نور
باطن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم را از سینۂ درویشان باید جست و بدان
نور سینۂ خود را روشن باید کرد تا ہر خبر و شر بفراست صحیحہ دریافت شود
الغرض اور سبکو جانے دو مولوی اسمعیل سرگروہ بلکہ موجد مذہب وہابیان ہند مین
رسالہ صراط المستقیم مین باوصاف سید احمد اپنے پیر کے لکھتے ہین صفحہ تین سو ۳۹۷
ستانوے مین پس باید دانست کہ حضرت ایشان از بدو فطرت بر کمالات
طریق نبوت اجمالاً مجبول بودند اسی صفحہ مین ہے کہ اونکو پیغمبر خدا نے تین
کھجورین کھلائین اسی سبب سے ابتداے طریق نبوت حاصل ہوا حضرت علی
نے اونکو نہلایا حضرت فاطمہ نے لباس پہنایا صفحہ چار سو مین ہے روح مقدس
جناب حضرت غوث الثقلین و جناب خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال ایشان
گردیدہ فی الجملہ تنازع مابین روحین مقدسین در حق ایشان ماندہ تا آنکہ بعد
انقراض زمانہ تنازع بوقوع مصالحت بشرکت شدند اسی صفحہ مین ہے کہ
پیر صاحب نے اوپر مرقد خواجہ قطب الدین کے مراقبہ کیا روح اونکی سے
ملاقات ہوئی پھر نسبت چشتیہ ملی صفحہ تین سو چوراسی مین ہے مراقبۂ الوہیت
بکمال خود رسیدہ و مرتبۂ خلافت عن اللہ نصیب او گردید صفحہ چار سو دو مین ہے
فرمودند کہ امروز حق جل و علا بمحض عنایت خود بلا توسط احدی نسبت چشتیہ
ارزانی داشت انتہی مولوی اسمعیل بھی ان طریقون کو اچھا جانتے تھے ورنہ
ہرگز اپنے پیر کے اوصاف مین حاصل ہونا اون کے طریقون کا نہ لکھتے اور
بر تقدیر اگر یہ طریقے بگمان سائل برے ہین تو مولوی اسمعیل صاحب نے
کیون ایسے شخص سے سلسلہ بیعت کا رکھا توڑ نہ دیا کہ پیر کو اونکے یہ سب

طریقے مذکورہ بالا حاصل ہے بلکہ اپنا بھی ایک نیا طریقہ نکالا اور نام اوس کا
رکھا طریقۂ احمدیہ تو لیسم اس زمانہ کے صوفیون کا وہی طریقہ ہے جو صاحبان
صفہ کا تھا جیسے یہ لفظ مستخرج ہوئی ہین جیساکہ یہ صوفی رقص و سرود کو جائز
رکھتے ہین سو یہ طریقہ اونمین بھی تھا یا نہین یہ صوفی بدعتی ہین یا نہین جواب
اس سوال سے سائل کی غرض مفہوم نہین ہوتی کہ کیا ہے آیا
اونکو کسی کا مرید ہونا منظور ہے جو اسقدر تلاش و جستجو اور تحقیقات
استفسار حالات صوفیان کرتے ہین ورنہ یہ سوال اصلا قابل لکھنے
کے نتھا کیونکہ ہر ذیعقل جانتا ہے کہ زمانہ صلحا اور اہل اللہ سے
خالی نہین ہے بخلاف نبوت کہ یہ امر البتہ بحکم خداوند کریم منقطع ہوگیا
ہے نزدیک اہل سنت وجماعت کے ہان وہابی اسکے بھی قائل
نہین ہین جیسے کہ امکان نظیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین کتابین
بناتے چلے جاتے ہین الغرض صوفی باصفا ودرویش باخدا اسوقت مین
بھی ہین بھنگ نوش وچرس کش ریش وبروت صفا کا ذکر نہین دیا
صوفی شکم بندہ نام کے صوفی شرابی لوگون کو بھی ہم اچھا نہین کہتے وہ
بھی لائق اعتبار نہین مولانا روم قدس سرہ ایسے ہی مکارونکے
حق مین فرماتے ہین ؎ اے بسا ابلیس آدم روے ہست ❊
پس بہر دستی نباید داد دست ❊ از برون طعنہ زنی بر بایزید ❊
وز درونت ننگ میدارد یزید ❊ اور ایسے ہی واعظین ہین کہ محض
واسطے دنیا حاصل کرنے اور اپنی نمائش وقدر بڑھانے کو وعظ
کہتے ہین اور وعظ گوئی کو پیشہ و ذریعہ مانگنے کھانیکا ٹھہرا لیا ہے
اور اصلا ہدایت خلائق سے مطلب نہین رکھتے جابجا گھر گھر وعظ کہتے پھرتے ہین

تاکہ روپیہ بھی حاصل ہو اور نزدیک جہلا کے قدر بڑھے اور انکی شہرت کیواسطے کہ یہ بڑے عالم ہین نئی نئی باتین خلاف جمہور کے اپنی طرف سے نکال کر مشہور کرتے ہین اور وہ جو سائل کا نسبت رقص و سرود کی استفسار ہے اوسکی یہ صورت ہے رقص یعنے جسکو ہندی مین ناچ کہتے ہین پھر وہ خواہ عورات مثل طوائفان وغیرہ ہو یا مردون کا مانند نقالان وغیرہ مع مزامیر وہ قطعی حرام ہے باتفاق علما و صلحا کے اوسکو ہرگز کسی اولیا نے ندیکھا اور نہ اوسکے دیکھنے سننے کے واسطے کہا اونکی طرف نسبت جواز کی کرنی محض اتہام و بہتان ہے اور سرود مجرد یعنے راگ بے مزامیر کے سننے مین اختلاف ہے چنانچہ مالابد مین لکھا ہے سرود حرام ست زیراکہ بازدارندہ است از ذکر الٰہی و بیج شہوت ست بسوے معاصی و اگر در حق کسے اینچنین نباشد مثلاً درویشی صاحب نفس مطئینہ کہ غیر از عشق و محبت الٰہی در سرا و ہیچ نیستے در غیبتے نبود از زبان مردیکہ قابل شہوت نباشد کلامے موزون بآوازے موزون بشنود و اورا مانع از ذکر الٰہی نباشد بلکہ ہیجان محبت الٰہی کند در حق آنکس انکار نتوان کرد خواجۂ عالی شان خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہ کہ کمال اتباع سنت داشت فرمودہ اند این کار نکنیم چراکہ مسنون نیست و نہ انکار میکنیم الخ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب منجملہ سوالات عشرہ مستفسرہ منشی جان سوال ہشتم کے جواب مین لکھتے ہین جواب ما من انکہ استماع غنا مجرد مزامیر و ملاہے در مذہب حنفی روایات مختلف است اصح آنست کہ جائز ست و وقت ہم جائز ست کثرۃ

مؤید این روایات قال الشیخ کہ جائز ست الہام حرمۃ التغنی بما اذا کان

فی اللفظ ما یحل کصفۃ المذکر و المراۃ المعینۃ الحیۃ و وصف الخمر المہیج الیہا قال

فی الزیلعی و اختلفوا فی التغنی المجرد قال بعضہم انہ حرام مطلقا و منہم من قال لا باس

بان تغنی استفید بہم القوافی والفصاحۃ ومنہم من قال یجوز التغنی لدفع الوحشۃ
اذا کان وحدہ ولا یکون علی سبیل اللہو والیہ مال السرخسی رحمہ اللہ انتہی فی
البدائع والسماع فی اوقات السرور تاکید اللسرور مباحًا مباح ان کان
ذلک السرور مباحًا کالغناء فی ایام العید وفی العرس وفی وقت قدوم الغائب
ووقت الولیمۃ والعقیقۃ وعند ولادۃ الولد وعند ختانہ وعند حفظ القران
انتہی اور ایسی ہی کیمیاے سعادت مین امام غزالی رح بھی جواز ایسے
راگ کا لکھتے ہین اور مولوی اسمعیل کے قول سے بھی جواز راگ کا پایا جاتا ہے
چنانچہ تقویۃ الایمان مین لکھا ہے اخرج البخاری عن الربیع بنت معوذ بن عفراء
قالت جاء النبی صلے اللہ علیہ وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی فراشی
کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من
اٰبائی یوم بدر اذ قالت احدٰہن وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ فقال دعی ہذہ وقولی بالذی
کنت تقولین ترجمہ مشکوۃ کے باب اعلان النکاح مین لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر
کیا کہ ربیع نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر مین داخل
ہوئے جب شادی ہوئی تھی میری پھر بیٹھے میرے پاس مسند پر الخ پھر
فائدہ مین اسکے لکھا یعنے ربیع ایک بی بی تھین انصار مین سے اونکی شادی
مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اونکے پاس بیٹھے ہو اون
لوگون کی چھوکریان کچھ گانے لگین کہ اوسمین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف
مین یہ بات کہی کہ اونکو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے آیندہ کی باتین جانتے
ہاین سو اوسکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ یہ بات مت
کہو اور جو کچھ پہلے گا تین تھین وہی گائے جاؤ الخ پس ایسا راگ بلا مزامیر کہ
جس سے اونکو ذوق و شوق الٰہی بڑھے کسی صوفی یا صفا نے سنا ہوگا اور اب بھی

درویش کامل جن لیتے ہین تو لکم اس آنکھ سے کوئی خدا کو دنیا مین دیکھ سکتا ہے یا نہین جو لوگ دیکھنے کا دعوے کرتے ہین وہ کیسے ہین جواب اہل سنت اسکے قائل نہین اسکو برا اور کفر جانتے ہین وہابی لوگ دیکھنے کا دعوے البتہ کرتے ہین اور جائز کہتے ہین جیسے کہ مولوی اسمعیل صراط المستقیم مین اپنے پیر سید احمد کے اوصاف مین لکھتے ہین کہ ایک روز حضرت جل وعلا نے ہاتھ سید احمد کا اپنے ہاتھ مین پکڑ کے کہا تو مرید کر اگرچہ تیرے مرید لاکھون گناہ کرین مین بخشونگا پیر صاحب نے کہا ابھی تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور جو کوئی کسیکا ہاتھ پکڑتا ہے ہمیشہ شرم اوسکی ہوتی ہے اسی طرح سیکڑون بار ملاقات خدا سے ہوئی انتہے اسیواسطے اوسکے تابعین حرام خوار کذاب متکبر و مغرور ہین کہ ہمسے گو کسیطرح کے معاصی ہون خدا ہمارے پیر کی دستگیری کی جہت سے سب معاف کر دیگا تو لکم نماز غوثیہ پڑھنا کیسا ہے بعد نماز فجر پہلے قرآن پڑھنا افضل ہے یا شجرہ جواب نہین معلوم کہ سائل نماز غوثیہ کو کیا سمجھتے ہین جو ناحق شک وشبہ مین پڑے ہین وہ ایک نماز کہ حضرت غوث الثقلین رحمہ اللہ سے مروی ہے واسطے قضاء حاجات کے جیسا کہ حصن حصین لکھا ہے جسکو کچھ حاجت ہو وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور اوس دعا مین ہے یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی ملا علی قاری شرح مین لکھتے ہین ایک روایت مین آیا ہے لتقضی معروف کے صیغہ سے یعنے قضا کر دو تم اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم حاجت میری یہ مجاز ہے شیخ عبد الحق نے جذب القلوب مین نقل کیا ہو کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان کی خلافت مین ایک حاجت مند کو یہ عمل تبلایا اوسنے کیا حاجت اوسکی بر آئی صبح کی نماز فرائض کے بعد دعا مانگنے مین اگر کوئی

شخص نام انبیا علیہم السلام یا اسماء اولیاء اللہ وغیرہم اس طریق سے
کہ اے خداوند کریم بہ طفیل یا بہ برکت فلان فلان پیغمبر یا فلان فلان اولیا
فلان فلان حاجت میری بر لیتا ہے تو کچھ قباحت نہین اور اپنا فعل
بعض کس کرتے ہین کہ اس اضعف العباد نے اپنی آنکھون دیکھا کانون سنا
ہے اور دعا بعد فراغ نماز فرائض سب علما وصلحا مانگتے ہین اور افضل کلام
مجید کے پڑھنے سے شجرہ تو کیا معنی حدیث شریف بھی نہین ہین الا افضلیت ایک شے
کی سبب ترک شئے کمتر کی نہین ہوتی ہے ورنہ کلام اللہ کا پڑھا کرین حدیث
شریف کا پڑھنا چھوڑ دین قولہم اس شعر کا کیا مطلب ہے ؎ من ز قرآن
مغز را برداشتم * استخوان پیش سگان انداختم * جواب اس شعر کو
بعض صاحب الحاقی کہتے ہین مگر بدانست راقم الحروف یہ شعر مثنوی مولانا روم
قدس سرہ کا ہے مطلب اوسکا ظاہر ہے پہلے مصرعہ سے یہ غرض ہے کہ ہمنے خلاصہ
مطلب اور اصل معنی کلام مجید سے حاصل کرکے اپنی اس مثنوی مین لکھے ہین
یا کہ ہم نے اپنا مذہب کلام اللہ سے اپنے موافق قرآن کے رکھا ہے
اور مراد مصرعہ ثانی سے یہ کہ اور علم متروکہ مثل نجوم و رمل وغیرہم یا وہ حکمت
متعلق کہ انسان اوسکو پڑھکر اوسی مین رہجائے اور دلائل واہیہ کر کر ملحد بنجائے
جیسے کہ اکثر حکما راہ راست چھوڑ کر جادہ پیماے الحاد ہوگئے اون ملحدون
کے واسطے چھوڑ دیے غرضکہ ہمنے اصل مذہب کہ مثال مغز ہے کلام اللہ سے
حاصل کیا اور دوسرے علم قصہ وجھگڑے کے کہ مانند استخوان ہین اور حاصل
اونکے مثال سگان ہین اے ملحدان اونکے لیے چھوڑ دیے اور دوسرے
یہ معنی بھی ہوسکتے ہین کہ ہمنے کلام اللہ سے خلاصہ مطلب و مذہب اختیار
کرلیا اور اور جھگڑے تھے جیسے کہ قدریہ وجبریہ و روافض وخوارج ومعتزلہ وغیرہم

کرتے ہین اور قرآن و حدیث کو مستدل اور حجت ٹھہراتے ہین اور آپ کو مسلمان
کہتے ہین حالانکہ نزدیک اہل سنت وجماعت وہ مذاہب سب باطل ہین
اور معتقد اون مذہب کے بُرے اور مردود اون کے لیے وہ قصے
چھوڑ دیے لیکن معنے اولی مناسب معلوم ہوتے ہین کیونکہ دوسری
چند جگہ اوسی مثنوی مین اوس علم کی برائی لکھی ہے جیسے کہ فرماتے ہین ع

علم معقولات علم اشقیا	علم نا معقول علم انبیا
علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث	ہر کہ خواند غیر ازین گردد خبیث

ہر کہ خواند الخ اس مصرعہ سے بھی وہی غرض مولانا کی ہے یعنے سوا
علم دین دیگر علوم مثل منطق وغیرہ پڑھکر اوسی مین رہ جاے اور شب و روز
جھوٹی جھوٹی تقریرین اور دلیلین کیا کرے تو یہ امر بُرا ہے اس سے آدمی
خبیث ہوجاتا ہے ورنہ نفسہ علم منطق پڑھنا منع نہین بلکہ واسطے سمجھنے
کلام اللہ اور کلام رسول اللہ صلعم کے پڑھنا اوس علم کا درست و جائز ہے
قولہم قرآن شریف کے معنے پڑھنا بہتر ہین یا مثنوی شریف کے بینوا توجروا
جواب سائل نے ہرچند کہ سب سوال بیجا کرے ہین الا یہ دو تین سوال
اخیرہ تو بڑے ہی لچر و بیہودہ ہین کہ اطفال بھی اونکو دیکھکر ہنستے ہین ہم
اوپر قرآن پڑھنا افضل ہے یا شجرہ کے بیان مین لکھ چکے ہین کہ افضلیت سے
ایک شے کے ترک شے کمتر کا لازم نہین ہوسکتا ہے ورنہ نماز فرایض ہی سب
پڑھا کرین سنتین پڑھنا چھوڑ دین اور قطع نظر اس سے مثنوی خود گویا تفسیر
قرآن مجید و احادیث شریف کی ہے پھر آپکا سوال ایسا ہے کہ کوئی پوچھے
قرآن پڑھنا افضل ہے یا تفسیر قرآن کی آپکی جو غرض ہے کہ اولیاء اللہ کا کلام
چھوڑ دین اور اونکے کلام کو نہ دیکھین صاف صاف کیون نہین کہا کہ تقیہ کو

کہ سنت رفاض ہے کیون کام فرمایا ورنہ مثنوی موصوف کی اکثر تھوڑی تھوڑی شرح اہل اللہ نے لکھی ہے اونکو ہی دیکھ لیا ہوتا دیکھو مولانا بحر العلوم کیا لکھتے ہین اور مولانا عبد اللطیف صاحب نے تو یہ التزام کیا ہے کہ آیت و حدیث کے معنے کی مطابقت اشعار مثنوی سے کردی ہے اور سب کو جانے دو فقط مولانا جامی قدس سرہ کا ہی کلام سن لیجیے کہ مثنوی اور مصنف مثنوی کے حق مین کیا فرماتے ہین ؎ من چہ گویم وصف آن عالیجناب ٭ نیست پیغمبر ولی دارد کتاب ٭ مثنوی مولوی معنوی ٭ ہست قرآن در زبان پہلوی ٭ حق تو یہ ہے کہ مثنوی کے پڑھنے اور سمجھنے کو بڑا علم چاہیئے ہر ایک بے استعداد کا کام نہین ہے کہ سمجھے اور اصل لطف کلام مولانا قدس سرہ کا اوس شخص کو معلوم ہوتا ہے جو کہ علم تصوف جانتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر علم کا لطف جب معلوم ہوتا ہے کہ اوس شخص کو اوس علم مین مہارت ہووے اور اگر یہ خیال کیا جاوے کہ مثنوی جبکہ اچھی ہے تو کیون اوسکو بعض کس برا کہتے ہین اور سب کو کیونکر اوس سے فیض نہین ہوتا اسکا تعجب نہین کیونکہ زبان طعن خلائق سے بچنا غیر ممکن ہے مذہب جدید کے لوگ اولیاء اللہ وغیرہم سے قاطبۃً عداوت و نفرت رکھتے ہین بلکہ اولیا کس شمار وحساب مین ہین خود حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و تکریم مین کلام کرتے ہین اور فیض یابی کا مثنوی سے یہ حال ہے کہ سبکے کلام سے بالا و متبرک کلام حق سبحانہ تعالےٰ کا ہے بلا تشبیہ جبکہ کلام اللہ ہی سے کل خلائق ہدایت پذیر نہوئی تو پھر کلام اولیاء اللہ کس گنتی مین ہے خود مولانا قدس سرہ بھی ایسے منکرین کے حق مین فرما گئے ہین شعر

ای سگ ملعون چہ عوعو میکنے	مثنوی ام را تو مشنو میکنے

آب نیل ست این حدیث جانفزا	با بیش در چشم قبطے خون نما
مثنوی ما چو قرآن مدل	بعض را ہادی و بعضے را مضل

تو تسلیم واضح ہو کہ اسکا جواب جو صاحب تحریر فرمائین تعصب کو کام نفرمائین اور جب تک کہ حدیث صحاح ستہ یلین اقوال علما کو تحریر نفرمائین راقم حق پسند جواب اس ضعیف العباد نے حسب ارشاد سائل بلاتعصب صاف صاف احادیث وفقہ وغیرہ سے جوابات اپنی تحقیق کے موافق لکھے ہین واللہ اعلم بالصواب اور نام ان جوابات کا **اظہار الحقیقت** رکھا اور اپنے نام ونشان کا اعلان بلحاظ جواب ترکی بترکی چاہئے نکیا کسواسطے کہ سائل نے بھی اپنے نام ومقام سکونت سے آگہی نہین بخشی اب میری یہ التماس خدمت سائل مین ہے کہ آپ بھی تعصب ونفسانیت کو برائے خدا چھوڑ کر اپنا عقیدہ درست کرلین ہرگز کلام نجدیہ اور ذریت کا دسکی نہ سنین ع بر رسولان بلاغ باشد وبس

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم	تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

راقم حق گو

خاتمۃ الطبع

بفضل ایزد متعال کہ جس سے کوئی امر پوشیدہ اور مخفی نہین ہے اور تمام رطب ویابس کا جاننے والا اور جسنے ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لیے اپنے حبیب کو بھیجا جسنے ہمکو راہ ضلالت سے بچایا ان ایام فرخندہ فرجام مین یہ رسالہ نادرہ کہ جسکا نام **اظہار الحقیقت** ہے بطور سوال وجواب کی تحریر ہوا ہے درحقیقت یہ تردید وتفہیم ہے ان ضعیف اعتقادونکی کہ جو خود رائی سے بزرگون پر طعن کرتے ہین اور نہین جانتے ہین ع کہ خطای بزرگان گرفتن خطاست + اور بسبب نارسائی فہم وذکا مطلب اصلی سے دور ہوکر زبان اعتراض کی کھولتے ہین الحق کہ یہ کتاب مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین بسرپرستی ذی المجد والمحاسن معلی القاب منشی پراگ نراین صاحب رائے بہادر مالک مطبع امرقا العلم باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل الحسنی چوتھی مرتبہ ماہ اگست ۱۹۱۳ء مین زیور طبع